سوال

مجھے شدید غصہ آتا ہے۔ غصے کی شدت میں مجھے کسی رشتے کا خیال نہیں رہتا اور کبھی کبھار میں بے ہوش بھی ہو جاتا ہوں، اور غصے میں کی ہوئی بات مجھے بعد میں یاد بھی نہیں رہتی۔ اسی کیفیت میں میرے منہ سے اپنی بیوی کے لیے طلاق کے الفاظ نکل گئے۔ میرے والد اور بھائی میری اس بیماری سے واقف ہیں اور گواہ ہیں۔ کیا اس حالت میں میری طلاق واقع ہوئی ہے؟

جواب

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ہر گھر میں تھوڑی بہت رنجشیں، غلط فہمیاں پیدا ہوتی رہتی ہیں، ان کو آپس میں مل بیٹھ کر حل کرنے اور سلجھانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ایک عقل مند انسان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ ذرا سی بات پر اتنا غصے میں آجائے کہ منہ سے طلاق کا لفظ نکال کر خاوند اور بیوی کے مقدس رشتے کو ختم کر دے۔

اس لیے اگر خاوند اور بیوی کا آپس میں کسی بات پر جھگڑا ہو جائے تو اسے آپس میں حل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، یا دونوں خاندانوں کے افراد مل کر اس پریشانی کا حل نکالیں۔ جب تمام کوششوں کے باوجود رشتہ نبھانا ممکن نہ ہو تو اسلام نے خاوند کو طلاق کے ذریعے اس رشتے کو ختم کرنے کا اختیار دیا ہے۔

آپ نے سوال میں ذکر کیا ہے کہ غصے کی شدت میں آپ کو کسی رشتے کا خیال نہیں رہتا اور کبھی کبھار شدت غضب سے بے ہوش بھی ہو جاتے ہیں، اور غصے میں کی ہوئی بات بعد میں یاد بھی نہیں رہتی۔ اسی کیفیت میں آپ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے۔ اس بارے میں عرض یہ ہے کہ اگر واقعی آپ کا غصہ اتنا زیادہ تھا کہ آپ کے اعصاب قابو میں نہ رہے، شدت غضب کی وجہ سے آپ میں شعور اور احساس بھی نہیں تھا کہ آپ اپنی زبان سے کیا کہہ رہے ہیں، تو پھر آپ کی طلاق واقع نہیں ہوئی۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

لا طَلَاقَ ولا عِتَاقَ فی غَلَاقٍ (سنن أبي داود، طلاق: 2193) (صحیح).

اغلاق کی حالت میں نہ تو غلام آزاد ہوتا ہے اور نہ ہی طلاق ہوتی ہے۔

اہل علم کی ایک جماعت نے "اغلاق" کا معنی اکراہ یعنی جبر یا غصہ کیا ہے؛ یعنی شدید غصہ، جیسے شدید غصہ آیا ہو جس وجہ سے اس کے اعصاب بے قابو ہو جائیں تو یہ شخص پاگل اور نشہ کی حالت والے شخص کے مشابہ ہے، اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

اگر آپ ہوش و حواس میں تھے، اور آپ کو ادراک تھا کہ آپ اپنی بیوی کو طلاق دے کر خود سے جدا کر رہے ہیں، تو پھر آپ کی ایک طلاق واقع ہو چکی ہے اور آپ کی بیوی عدت میں ہے۔ اگر آپ نے اس سے پہلے کبھی کوئی طلاق نہیں دی تو آپ عدت کے دوران اپنی بیوی سے رجوع کر سکتے ہیں اور عدت گزرنے کے بعد نئے سرے سے نکاح کر سکتے ہیں، جس میں ولی، گواہ، حق مہر، عورت کی رضامندی ضروری ہے۔

واضح رہے! وہ عورت جسے باقاعدگی سے ماہواری آتی ہے اس کی عدت کی مدت تین حیض ہے، یعنی طلاق کے بعد اگر عورت کو تین مرتبہ حیض آجائے اور وہ تیسرے حیض سے پاک ہو جائے تو اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ. (البقرة: 228)

اور وہ عورتیں جنہیں طلاق دی گئی ہے اپنے آپ کو تین حیض تک انتظار میں رکھیں۔

وہ عورت جس کو ماہواری آنا بند ہو گئی ہے، یا عمر کم ہونے کی وجہ سے ابھی آنا شروع ہی نہیں ہوئی، ان کی عدت تین قمری مہینے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے :

وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِن نِّسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ. (الطلاق: 4)

اور وہ عورتیں جو تمہاری عورتوں میں سے حیض سے ناامید ہو چکی ہیں، اگر تم شک کرو تو ان کی عدت تین ماہ ہے اور ان کی بھی جنہیں حیض نہیں آیا۔

اگر عورت حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے :

وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (الطلاق: 4).

اور جو حمل والی ہیں ان کی عدت یہ ہے کہ وہ اپنا حمل وضع کر دیں۔

رجوع کا طریقہ کار :

خاوند بول کر بھی رجوع کر سکتا ہے کہ اپنی بیوی کو مخاطب کر کے کہے کہ میں رجوع کرتا ہوں یا کسی اور کے سامنے یہ کہہ دے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی تھی میں اس سے رجوع کرتا ہوں۔

اسی طرح اگر خاوند رجوع کی نیت سے اپنی بیوی سے قربت اختیار کرے تو بھی رجوع ہو جائے گا۔

واللہ أعلم بالصواب

محدث فتویٰ کمیٹی

دار الافتاء محدث